تجویز بہ سلسلہ تحفظ خواتین

بائیسواں فقہی سمینار منعقدہ: ۲۵-۲۷/ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ مطابق ۹-۱۱/مارچ ۲۰۱۳ء، جامعہ اسلامیہ عربیہ، جامع مسجد امروہہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خاتم النبیین ومن تبعھم باحسان إلٰی یوم الدین ، أما بعد ۔

اس وقت پوری دنیا میں خواتین کے حقوق اوران کے تحفظ کا مسئلہ زیر بحث ہے،خواتین کے حقوق کے سلسلہ میں مغربی دنیا کا تصور یہ ہے کہ شوہر وبیوی ایک دوسرے کے پارٹنر ہیں،ان میں کسی کی حیثیت صدر خاندان اور قوّام کی نہیں ہے؛اس لئے اہل مغرب کا خیال یہ ہے کہ حق طلاق کے معاملہ میں مرد وعورت کو یکساں درجہ حاصل ہونا چاہئے اورکوئی بھی فریق عدالت کے رابطہ کے بغیر علاحدگی حاصل نہیں کرسکتا،اسی طرح تعدداز دواج کی اجازت نہ عورت کے لئے ہونی چاہئے اورنہ مرد کے لئے،میراث میں دونوں کا حق برابر ہونا چاہئے،حق ولایت باپ اور ماں دونوں کو حاصل ہونا چاہئے،۱۸/سال سے پہلے نہ لڑکیوں کو نکاح کی اجازت ہونی چاہئے اورنہ لڑکوں کو،ولدالزنا کا نسب زانی سے ثابت ہونا چاہئے،لڑکا ہو یا لڑکی ۱۸/سال کی عمر کو پہنچنے کے بعد وہ اپنے جسم کے مکمل طور پر مالک ہیں ،اوران کے حق میں جنسی لذت اندوزی پرکوئی ممانعت نہیں ہونی چاہئے،املاک پر مشترکہ ملکیت ہونی چاہئے اورطلاق کے بعد املاک کی دونوں کے درمیان مساویانہ تقسیم ہونی چاہئے،مردخوداپنی منکوحہ سے اگراس کی رضامندی کے بغیر جنسی تمتع کرے،تواس کوبھی جرم اورزنا شمار کیا جانا چاہئے،خواتین کو مانع حمل وسائل استعمال کرنے اوراپنا حمل ساقط کرانے کی اجازت ہونی چاہئے۔

یہ وہ تجاویز ہیں جواقوام متحدہ کی خواتین کمیٹی کے ۵۷ویں اجلاس منعقدہ: ۱۴-۱۵/مارچ ۲۰۱۳ء میں پیش کی جانے والی ہیں،جس کا عنوان ہے: ’’عورتوں اورنوجوان لڑکیوں کے خلاف تشدد اختیار کئے جانے والے تمام تر طریقوں کی روک تھام اوران کا خاتمہ‘‘—— نیز مغربی قوتوں کی طرف سے کوشش کی جارہی ہے کہ اقوام متحدہ کے تمام ممبر ممالک اس پر دستخط کردیں،اورجو ممالک اس پر دستخط کریں گے،اگراُن ممالک میں اس کے خلاف قانون باقی رکھا گیا تو اقوام متحدہ کواس میں مداخلت کرنے اوران حکومتوں کو بین الاقوامی عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

اگرچہ ان قوانین کی زد تمام ہی آسمانی اور غیر آسمانی مذاہب پر پڑتی ہے؛لیکن صورت حال یہ ہے کہ مسلمانوں کے علاوہ تمام مذہبی گروہوں نے اس بات کو عملاً قبول کرلیا ہے کہ مذہب سے ان کا تعلق محض رسمی ہوگا،زندگی کے دوسرے مسائل میں مذہب کا کوئی دخل نہیں ہوگا، یہ صرف اُمت مسلمہ ہے، جو آج بھی مذہب کو اپنی پوری زندگی میں حکمراں تسلیم کرتی ہے؛اس لئے ٹکراؤ براہ راست مسلمانوں سے ہوگا،عالم اسلام اورملت ِاسلامیہ کا فریضہ ہے کہ وہ حکمت اور بلند حوصلگی کے ساتھ اس صورتِ حال کا مقابلہ کریں اور ہرگز ایسی غیر اخلاقی مہم سے متاثر نہ ہوں۔

ایک اہم مسئلہ پوری دنیا میں خواتین کے ساتھ ظلم و زیادتی اورتشدد کا بڑھتا ہوا رجحان ہے،خود ہمارے ملک ہندوستان

میں خواتین پر تشدد اور جنسی ہراسانی کے جو واقعات پیش آ رہے ہیں، وہ انتہائی افسوس ناک بلکہ پوری قوم کے لئے باعث شرم ہیں، ہر طرف سے اس کی روک تھام کے لئے سخت قوانین بنائے جانے کا مطالبہ ہو رہا ہے، اور حکومت اس پر غور کر رہی ہے۔

اسلام کا تصور یہ ہے کہ خود فطرت نے مردوں اور عورتوں کے درمیان صلاحیتوں کا اور قویٰ کا فرق رکھا ہے؛ اس لئے خاندانی نظام کے استحکام اور سماج کو پاکیزہ رکھنے کے لئے مساوات کی نہیں، عدل کی ضرورت ہے، مردوں پر ان کی صلاحیتوں کے مطابق ذمہ داریاں عائد کی جائیں اور عورتوں پر ان کی صلاحیت کے لحاظ سے، پھر جس پر جو ذمہ داریاں ہوں اور ان کی جو صلاحیتیں ہوں، اسی لحاظ سے ان کے حقوق وفرائض مقرر ہوں؛ اسی لئے اسلام نے تمام مالی ذمہ داریاں، خاندان کی کفالت اور اس کی حفاظت مردوں کے ذمہ رکھی ہے، عورتوں کو اس سے فارغ رکھا گیا ہے؛ لیکن خاندانی نظام میں استحکام اور انتظام کو برقرار رکھنے کے لئے مرد کو صدر خاندان بنایا گیا ہے اور اس کی حیثیت ''قوام ونگران'' کی مقرر کی گئی ہے، عائلی زندگی سے متعلق تمام احکام کی بنیاد اسی اُصول پر ہے۔

اسی طرح اسلام کی نظر میں خواتین کے تحفظ کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور مردوں پر اس کی ذمہ داری عائد کی گئی ہے؛ لیکن وہ اس بات پر بھی توجہ دیتا ہے کہ ان اسباب ومحرکات کو ختم یا کم سے کم کر دیا جائے جو انسان کو جرم پر اُکساتی ہیں، ایسا ماحول بنایا جائے جس میں لوگوں کے اندر جرم کی تحریک ہی پیدا نہ ہو، پھر اس کے ساتھ ساتھ جرائم پر سخت سزائیں مقرر کی جائیں؛ تاکہ مظلوم کے ساتھ بھی انصاف ہو اور مجرم کے ساتھ بھی ناانصافی نہ ہو، جرم کے محرکات کو روکے بغیر صرف سخت سزائیں مقرر کر دی جائیں، تو اس سے جرم کا سد باب نہیں ہوسکتا اور یہ بات تقاضائے انصاف کے بھی خلاف ہے۔

اس پس منظر میں اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے بائیسواں فقہی سمینار منعقدہ: ۲۶-۲۸/ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ مطابق ۹-۱۱/ مارچ ۲۰۱۳ء، جامعہ اسلامیہ عربیہ، جامع مسجد امروہہ میں اس موضوع سے متعلق درج ذیل تجاویز منظور کی جاتی ہیں:

۱- انسانی آبادی— بہ شمول مغربی اور مغرب زدہ ممالک —— کا غالب ترین حصہ کسی نہ کسی مذہب سے وابستہ ہے اور سماجی وازدواجی زندگی میں عورتوں اور مردوں کے درمیان مکمل مساوات، نیز لڑکوں اور لڑکیوں کو بغیر کسی قانونی رشتہ کے فطری اور غیر فطری طریقہ پر جنسی لذت اندوزی کی اجازت دینا تمام مذاہب کی مسلمہ تعلیمات کے خلاف ہے؛ اس لئے جب یہ ممالک جمہوریت اور رائے عامہ کے احترام پر مبنی نظام حکومت کا دعویٰ کرتے ہیں تو ان کا فریضہ ہے کہ ایسے مذہب بیزار اور اخلاق باختہ قوانین سے خود بھی اپنا دامن بچائیں اور دوسروں پر بھی ان کو مسلط کرنے کی کوشش نہ کریں۔

۲- یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مساوات کا یہ تصور اپنی تفصیلات کے ساتھ قانونِ فطرت سے متصادم ہے اور جب بھی انسان قانون فطرت سے ٹکراتا ہے تو اللہ کے عذاب میں گرفتار ہوتا ہے، جس کی ایک مثال ایڈز جیسی جان لیوا اور موذی بیماری ہے؛ اس لئے پوری دنیا کا فریضہ ہے کہ وہ قانونِ فطرت سے متصادم ہونے کا خیال ترک کردے اور الہامی قوانین کی برتری کو تسلیم کرے؛ کیوں کہ یہ خود خالق فطرت کا نازل کیا ہوا قانونِ زندگی ہے، جس سے بڑھ کر کوئی اور ذات انسانیت کی مصلحت اور مضرت سے آگاہ وباخبر نہیں ہوسکتی۔

۳- عالم اسلام سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ مغرب کی اس سازش کو سمجھنے کی کوشش کریں، جس کا مقصد خواتین کے حقوق کا تحفظ نہیں ہے؛ بلکہ خاندان سے متعلق اسلام کے بنیادی تصور کو ڈھا دینا ہے؛ اس لئے وہ پوری قوت کے ساتھ اس خدا بیزار، انسانیت

مخالف اور اخلاق دشمن مہم کی مخالفت کریں اور ہرگز ایسے کسی مسودہ پر دستخط نہ کریں۔

۴- حکومت ہند سے اپیل کی جاتی ہے کہ اس ملک میں بسنے والی تمام ہی مذہبی اکائیوں کے نزدیک اس طرح کے قوانین ناقابل قبول ہیں، اور ملک کے دستور میں تمام شہریوں کو جو مذہبی آزادی عطا کی گئی ہے، سراسر اس کے مغائر ہے، اس لئے ہندوستان کو ان تجاویز پر ہرگز دستخط نہیں کرنا چاہئے۔

۵- حکومت ہند سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ جنسی جرائم کے سد باب کے لئے صرف زنا پر سخت سزا کو کافی نہ سمجھے؛ بلکہ ان اسباب ومحرکات کو روکے، جو اس گناہ پر اُکساتے ہیں، جیسے: شراب کے کارخانے بند ہوں مکمل طور پر نشہ پر پابندی عائد کی جائے، جو دستور ہند کے رہنما اُصول کا حصہ ہے، جداگانہ نظام تعلیم کی تشکیل کی جائے، اجنبی مرد وعورت کے اختلاط کو حتی المقدور روکا جائے، لڑکوں اور لڑکیوں کو ڈھیلے ڈھالے اور ساتر لباس پہننے کا پابند کیا جائے، فحش فلموں اور میڈیا کے ناشائستہ پروگراموں کو روکا جائے، خواتین کے لئے نائٹ ڈیوٹی کو ممنوع قرار دیا جائے، نکاح کے لئے لڑکوں کے حق میں ۲۱ سال کی اور لڑکیوں کے حق میں ۱۸ سال کی شرط ختم کردی جائے اور اس طرح کی احتیاطی تدابیر کے ساتھ پھر زنا پر- خواہ وہ باہمی رضامندی سے ہو یا جبر کے ساتھ- سخت سزا مقرر کی جائے۔

۶- یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ صرف قانون کے ذریعہ کسی برائی کو روکا نہیں جاسکتا، جب تک کہ دل ودماغ میں تبدیلی نہ لائی جائے ، اس لئے اس وقت زنا، قتل، رہزنی اور کرپشن کے بڑھتے ہوئے واقعات اور ان واقعات میں تعلیم یافتہ لوگوں کے یکساں طور پر ملوث ہونے کے اعتبار سے یہ بات ضروری ہوگئی ہے کہ حکومت اخلاقی تعلیم کو تعلیمی اداروں کے نصاب میں لازمی جزو کی حیثیت سے شامل کرے، ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اخلاق پر مبنی تربیتی پروگرام نشر کئے جائیں اور تجارتی اشتہارات کو اخلاقی قدروں کا پابند بنایا جائے۔

۷- مسلمان ایک داعی گروہ ہیں اور ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ صرف زبان ہی سے نہیں؛ بلکہ اپنے عمل کے ذریعہ بھی اسلام کی دعوت پیش کریں، خواتین سے متعلق حقوق ادا کرنے کا اہتمام کریں، ان پر مظالم کے ارتکاب سے بچیں، عورتوں کو شرعی اصولوں کے مطابق میراث میں ان کا حق دیا کریں، طلاق کے بے جا استعمال سے پرہیز کریں، نکاح کو عبادت کے بجائے تجارت نہ بنالیں، اور ایک ایسے سماج کی تعمیر کریں جو واقعی اُس حسن سلوک کا بہترین مظہر ہو، جس کا اسلام میں حکم دیا گیا ہے اور جس میں خواتین کی عزت وتوقیر کا پورا پورا لحاظ رکھا جاتا ہو۔

☆☆☆